© rasailojaraid.com

اللہ کی نشانیاں

اور اُس کی نشانیوں میں سے

یہ ہے کہ اُس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر یکایک تم بشر ہو کہ (زمین میں) پھیلتے چلے جارہے ہو۔

اور اُس کی نشانیوں میں سے

یہ ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم اُن کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اور اُس کی نشانیوں میں سے

آسمانوں اور زمین کی پیدائش، اور تمھاری زبانوں اور تمھارے رنگوں کا اختلاف ہے۔ یقیناً اِس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانش مند لوگوں کے لیے۔

اور اُس کی نشانیوں میں سے

تمھارا رات اور دن کو سونا اور تمھارا اُس کے فضل کو تلاش کرنا ہے۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (غور سے) سنتے ہیں۔

اور اُس کی نشانیوں میں سے

یہ ہے کہ وہ تمھیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے خوف کے ساتھ بھی اور طمع کے ساتھ بھی۔ اور آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر اُس کے ذریعہ سے زمین کو اُس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

اور اُس کی نشانیوں میں سے

یہ ہے کہ آسمان اور زمین اُس کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جُونہی کہ اُس نے تمھیں زمین سے پُکارا، بس ایک ہی پکار میں اچانک تم نکل آؤ گے۔ (الروم ۲۰ ـ ۲۵)

عطیہ اشتہار: انس حماد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

برائے توجہ انجینیر صاحبان

تحریک اسلامی سے وابستہ اور متاثر انجینیر حضرات کی باہم روابط سازی کے پیش نظر **پاکستان انجینیرز فورم** کے زیر اہتمام ڈائریکٹری 2007 کی اشاعت کی جا رہی ہے۔

یہ اشاعت انجینیرز کمیونٹی اور پرانے تحریکی ساتھیوں سے روابط بحال کرنے اور پروفیشنل معاملات کے لیے تقویت کا باعث ہوگی۔

آئینہ عہدِ گم گشتہ میں جھانکنے ہمدمِ دیرینہ تلاش کرنے اور دوستی کے نئے جہان آباد کرنے کے لیے اپنا تعارف ارسال یا ای میل کیجیے

خیر اندیش
انجینیر احمد حماد رشید
ایڈیٹر ۔ ڈائریکٹری 2007
(سیکرٹری ۔ پاکستان انجینیرز فورم لاہور)

Postal Address
The Editor
Pakistan Engineers Directory
505 - D, Canal View, Lahore.
Tel: 042- 8564371 Cell: 0321-6670222
E-mail: ceo@finepackages.com

پاکستان انجینیرز فورم اسلام اور پاکستان سے وابستگی، دنیائے انجینیرنگ میں پیشہ ورانہ مہارت کا اشتراک عمل

Data Required for the Directory

Full Name: ____________________ Degree (Discipline): ____________________

Institution: ____________________ University Roll Number: ____________________

Job: ____________________ Designation: ____________________

Company: ____________________ Nature of Business / Job: ____________________

Email: ____________________ Mobile: ____________________

Office Tel: ____________________ Home Tel: ____________________

Current Postal Address ____________________ Permanent Postal Address ____________________

. . . .

This advertisement is sponsored by

کیئر فارمیسی CARE PHARMACY Trusted Medicine Super Stores

Pakistan's First ISO 9001 + 14001
Printing & Packaging Company
FINE PACKAGES
Lahore - Faisalabad

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دینی کالم کیسے لکھا جائے

امام حسن البنا شہید

جریدة الاخوان المسلمین کے اس دینی شعبے کی ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے۔ میں نے اس کی بے شمار مشکلات اور صعوبتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اسی کی مدد اور توفیق کی اُمید پر اس ذمہ داری کو قبول کیا ہے۔ اس شعبے کے مباحث کا تعلق عقائد، فقہ و اصولِ فقہ، تصوف و اخلاق، دینی مواعظ اور فتاویٰ جیسے موضوعات کے ساتھ ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ روز اول سے اس جریدے کے قارئین کرام کے سامنے وہ طریقہ تحریر اور اسلوب نگارش رکھ دوں کہ جس پر چلنے کا میں نے عزم کیا ہے۔ مجلّے کی مجلس ادارت اس شعبے کو ایک علمی سلسلہ بنانا چاہتی ہے جس کے فکر و استدلال میں ایک تسلسل ہو، جس کے ذریعے ایک مسلمان اپنے دین کے ان احکام کو معلوم کر سکے، جن کا جاننا اس کے لیے ضروری ہے۔

○ جون ۱۹۳۳ء میں اخوان المسلمون نے اپنے ہفت روزہ جریدة الاخوان المسلمین کا آغاز کیا تو اس کے دینی سیکشن کی ذمہ داری امام حسن البنا کے سپرد کی گئی۔ اس وقت تک اکثر علما، ایک قدیم اسلوب تحقیق و تحریر کے پابند تھے۔ امام نے نیا اسلوب اختیار کرتے ہوئے شروع ہی میں وضاحت کردی کہ ان کی تحریروں کا انداز اور طریقہ کار کیا ہوگا۔ اس ضمن میں انھوں نے پوری شرح و بسط کے ساتھ ایک مفصل مقالہ لکھا۔ یہ مقالہ فکری تجدید کے میدان میں ایک مرجع کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مقالے نے علوم اسلامیہ کے بہت سے پہلوؤں کا احاطہ کرلیا ہے۔ اس میں تفسیر، عقائد، فقہ، تصوف، مواعظ اور فتاویٰ پر وقیع مباحث آگئے ہیں مگر تفسیر پر ایک مستقل مضمون بھی اس اشاعت میں شامل ہے جو الگ سے شاملِ اشاعت ہے۔ باقی ترجمہ و تلخیص پیش خدمت ہے۔ ترجمہ: سید حامد عبدالرحمٰن الکاف، صنعا، یمن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجھے امید ہے کہ قارئین کرام میری ان گزارشات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اور پھر جب کسی موضوع کے بارے میں انھیں کوئی شبہ لاحق ہوگا تو ان گزارشات کی طرف رجوع کریں گے۔ مذکورہ فنون کے بارے میں گفتگو کرنے سے پہلے میں درج ذیل امور محترم قارئین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں:

۱- ہر دور میں لکھنے کا ایک طریقہ ہوا کرتا ہے جو اس زمانے کے لوگوں کے ذوق، فہم اور مطالعے کے طریقوں سے مناسبت رکھتا ہے۔ اس لیے ناگزیر ہے کہ ایسے ہی اسلوب کو اختیار کیا جائے۔ اس مناسبت سے سابقہ زمانوں کی تالیفات کا اپنے زمانے کے مطابق، ایک رنگ اور مزاج ہوتا تھا، اور اس مزاج کی وہ عکاسی کرتی تھیں۔ اسلامی لٹریچر کی تدوین کے پہلے دور میں تالیفات کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں کتاب کو متن اور سند تک محدود رکھا جاتا تھا، زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا تھا کہ بہت مختصر انداز میں بعض حواشی لکھ دیے جاتے جن میں اپنی رائے کا اظہار کیا جاتا تھا۔ مؤطا امام مالک، مسند احمد اور حدیث کی اولین کتابیں اسی طرز پر مرتب کی گئیں۔ بعد ازاں مؤلفین احکام کی تلخیص، ترتیب اور ان پر عملی مسائل کی تطبیق کی طرف متوجہ ہوئے، جیسا کہ امام شافعیؒ کی کتاب الاُم اور سرخسیؒ کی کتاب المبسوط کا انداز ہے۔ اس کے بعد وہ دور آیا جس میں مؤلفین احکام کو بیان کرتے، فروعی مسائل میں بکثرت استنباط کرتے اور سابقہ مؤلفین کی کوششوں پر اعتماد کرتے ہوئے بعض شروط کا ذکر کرتے یا پھر اُن لفظی باریکیوں کی وضاحت کرتے تھے جن کے ذریعے مفصل تعلیقات، حاشیہ نویسی اور شروح لکھنے کا دور آیا۔ اس طرح آپ دیکھیں گے کہ ہر دور کا ایک خاص مزاج ہوتا ہے۔ اپنی مخلوقات میں، اللہ کی یہی سنت رہی ہے۔ کسی حکیم کا مقولہ ہے کہ: اپنی اولاد کو جبراً اپنے ضابطوں کا پابند نہ بناؤ، کیونکہ وہ ایک ایسے زمانے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں جو تمھارے زمانے سے مختلف ہے۔

۲- ہمارا دور تصنیف و تالیف اور علوم و معارف کی ترقی کا دور ہے، اس دور میں ترتیب و تہذیب کے نئے اسلوب سوچے گئے اور عبارت کو سہل بنانے کے نئے نئے طریقے دریافت کیے گئے۔ لیکن ہم دینی کتابوں کے میدان میں جہاں تھے وہیں ہیں۔ ہم نے جدید دور کی کوششوں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ ہمارا اعتماد اور انحصار پوری طرح سابقہ کتابوں پر ہے۔ ہم نے اپنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زمانے کی کوئی خدمت نہیں کی ہے۔ ہم ابھی تک اپنے اسلاف پر تکیہ کیے ہوئے ہیں۔ اس علمی قناعت کے راستے کو چن کر ہم دینی علوم سے بہت کم فائدہ اٹھا سکتے ہیں، کیونکہ (سابقہ زمانے کی) کتابوں کی تالیف، ترتیب اور لکھنے کا طریقہ بہر طور آج کے دور سے مختلف ہے۔

۳- یہ حقیقت کئی مواقع پر روز روشن کی طرح نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے: مثلاً:

● اگر آپ خرید و فروخت کے کسی مسئلے کو فقہ کی کتابوں میں تلاش کرنا چاہیں تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ متعلقہ مسئلے کو تلاش کرنے اور اس مقام تک پہنچنے کے لیے آپ کو بہت محنت درکار ہوگی۔ اس کے بعد بکھرے ہوئے احکام کو جمع کرنے کے لیے آپ کو مزید وقت صرف کرنا پڑے گا۔

● بعض جدید معاملات ایسے ہیں کہ جن سے فقہ کی بڑی بڑی کتابیں یک سر خالی ہیں۔ مثلاً بینکوں کے کاروبار اور نوٹوں کے معاملات وغیرہ، یہ سب ایسے امور ہیں جن کی تحلیل و تحریم کا تعلق دین اور فقہ سے ہے۔ مگر اس کے باوجود ہم انھیں اپنی جامع اور مستند کتابوں میں نہیں پاتے۔ اس کا سبب بالکل واضح ہے۔ یہ مسائل ہمارے متقدمین کے زمانوں میں موجود ہی نہیں تھے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ائمہ کرام کے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں جدید مسائل کا حل ڈھونڈیں۔

● بعض مسائل و احکام کی بے حد تفصیل جن کا آج وجود ہی نہیں ہے جیسے غلامی کے مسائل کی اس کثرت سے مثالیں پیش کرنا کہ شاید ان کتابوں کا کوئی باب ان کے ذکر و بیان سے خالی نہ ہو۔ اسی طرح ان کتابوں میں پرانے اوزان، پیمانوں اور مسافتوں کی مثالیں پائی جاتی ہیں، جب کہ ہم عصر حاضر کے اوزان، پیمانوں اور مسافات کے محتاج ہیں۔

● اگر آج کا تعلیم یافتہ نوجوان آپ سے کسی ایسی کتاب کے بارے میں دریافت کرے جس میں عقائد اسلام کو مختصر انداز میں بیان کیا گیا ہو یا جس میں عبادات کے احکام ایسے طریقے سے ذکر کیے گئے ہوں کہ وہ اس کے ذہن کو اپیل کریں، تو آپ کس کتاب کا نام تجویز کر سکتے ہیں؟ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ ایسی مختصر اور اطمینان بخش تحریر کا طالب ہے جس کو کم سے کم وقت میں پڑھا جا سکتا ہو، کیونکہ جدید تعلیمی نظام میں اس کو ایسا ہی سکھایا گیا ہے اور اس نے ایسا ہی سیکھا ہے۔

میرا مقصد متقدمین کو تنقید کا نشانہ بنانا ہرگز نہیں ہے۔ اللہ انھیں جزائے خیر دے، انھوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے اپنے اپنے زمانوں میں تصنیف و تالیف کا کام ٹھیک اس اسلوب میں سرانجام دیا جس طرح اس وقت کی ضرورت تھی۔ اس خدمت کے لیے ہم ان کے احسان مند ہیں کہ انھوں نے ہمارے لیے یہ عظیم علمی ذخیرہ چھوڑا ہے، جو دلائل اور احکام سے بھرپور ہے۔ تاہم اس مقام پر میں معاصر علما کی ہمتوں کو للکارنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے زمانے میں دین کی خدمت بجالائیں اور تصنیف و تالیف کا کام عصر حاضر کے لوگوں کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھ کر انجام دیں۔ جس طرح ایک بوڑھے کسان نے کہا ہے: ''ہم سے پہلے کے لوگوں نے بویا تو ہم نے کھایا اور اب ہم بو رہے ہیں تاکہ ہمارے بعد آنے والے کھاسکیں''۔ ہم نہیں چاہتے کہ اسلامی علوم کے روایتی علمی حلقوں میں ہم ایک ایسا حلقہ بن کر رہ جائیں جو غفلت کا شکار ہو چکا ہے اور جس کے بارے میں ہمارے بچے اور پھر ان کے بچے یہ کہیں کہ وہ بے عملی اور تساہل پسندی کے شکار اور فرض ادا نہ کرنے والے تھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم ایک ایسا حلقہ بنیں جو اسلامی علوم کو اپنے اسلاف کی طرح ایک بہترین اسلوب میں ڈھالے تاکہ وہ بعد میں آنے والوں کو اپنی طرف کھینچ سکے۔

اس لیے جریدۃ الاخوان المسلمین میں ان شاءاللہ میں جو اسلوب اختیار کروں گا وہ بعض اوقات ہماری دینی کتب سے مختلف ہوگا، لیکن وہ لازمی طور پر علوم اسلامیہ کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے اس سمندر سے ہی اپنی غذا اور قوت حاصل کرے گا کہ جس کی تہہ میں اسلاف کی دانش، محنت، تحقیق اور تفقہ فی الدین کے لعل و جواہر موجود ہیں۔

اگرچہ یہ اسلوب نگارش اپنی ترتیب اور نظم میں اچھوتا اور نیا ہوگا، لیکن اپنے اصول و احکام اور قواعد و ضوابط میں ہرگز جدید نہیں ہوگا کیونکہ اسلام کے یہ اصول ثابت اور غیر متبدل ہیں اور ان میں کسی قسم کا تغیر واقع نہیں ہوتا۔ بلکہ میں اپنے قابل احترام قارئین سے توقع کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس کانٹوں بھرے راستے پر چلنے میں مدد دیں، تاکہ ہم مل کر حقیقت کو دریافت کرسکیں۔ میرے لیے یہ بڑی خوشی کی بات ہوگی کہ کوئی معزز قاری میرے طریق کار کی اصلاح کرے یا اپنے اس بھائی کو کوئی اچھا مشورہ دے۔ ان شاءاللہ میں ہر ایسی نصیحت کو قبول کروں گا اور اس پر عمل پیرا بھی ہوں گا۔

○ اوّلاً، **عقائد**: ہم اس موضوع پر لکھتے ہوئے دو بنیادی امور کا خیال رکھیں گے:

پہلا یہ کہ: قرآن کریم اور رسول اللہؐ کے اس طریقے پر اعتماد جسے وہ دینی عقائد کو قلوب میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اتارنے اوران کواحساسات سے لبریز کرنے کے لیے استعمال کیا کرتے ہیں۔ الفاظ کی گہرائیوں میں جانے، تحقیقات کے سمندر میں غوطہ زن ہونے، اور مختلف مذاہب و آرا کا تذکرہ کرنے کے بجائے دل و دماغ کو گرفت میں لینا۔ فلاسفہ، اصحابِ منطق اور اہلِ کلام کی اصطلاحات کے بکھیڑوں میں الجھ کر رہ جانے کے بجائے صاف، سادہ اور پراثر طرزِ تحریر کو اختیار کرنا کہ سلف صالحین کا طریقہ یہی ہے۔

دوسرا، اس بات کا خاص طور پر اہتمام کرنا کہ انسانی زندگی پر ان عقائد کے اثرات کو بیان کیا جائے تاکہ قاری یہ جان سکے کہ اس کے نفس پر یہ اثرات کس حد تک موجود ہیں؟ اگر ان عقائد کا اثر اس کی زندگی پر گہرا ہے تو وہ اللہ کی اس نعمت پر شکر بجالائے۔ اگر یہ اثرات کمزور ہیں، تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کا مداوا کرے اور اپنے ایمان کو مضبوط بنائے۔ یاد رہے کہ ہمارے اسلاف کے عقائد، ان کے احساسات اور جذبات میں پوری طرح جذب ہوکر ان کی زندگیوں پر غلبہ حاصل کر چکے تھے۔ اس کے برعکس جب یہ عقائد جنگ و جدل اور قیل وقال میں تبدیل ہوئے تو امت کا ایمان کمزوری کا شکار ہوگیا اور اس کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔

ہم اس اصول کی پیروی جدید شبہات کا جواب دینے، ان کی تردید کرنے اور بعض جدید نظریات سے اسلامی عقائد پر استدلال کرتے ہوئے کریں گے، اس لیے نہیں کہ ہم خلط مبحث کرنا چاہتے ہیں، بلکہ اس لیے کہ ہم اُن سے استنتاج و استنباط کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مصداق: سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ (حٰمٓ السجدہ ۴۱:۵۳) ہم ان کو آفاق اور خود ان کے اپنے نفوس میں اپنی نشانیاں (کچھ اس طرح دکھائیں گے) کہ ان پر یہ بات (پوری طرح) واضح ہوجائے گی کہ وہ صحیح اور سچی نشانیاں (آیات) ہیں۔

○ ثانیاً، **فقہ**: جہاں تک فقہ کا تعلق ہے تو اس پر قلم اٹھانا کئی وجوہ سے ایک مشکل کام ہے۔ ایک تو اس کی جزئیات کی کثرت ہے، دوسرے اس کے اسلوب کی پیچیدگیاں اور پھر اصول میں اختلافات اور ان میں سب سے اہم پہلو فقہی مذاہب کا تعدد اور پھر خود ان کے اندر اختلاف در اختلاف کا ہونا ہے۔ یہ اختلافی آرا، امت میں کچھ اس طرح سے جم گئی ہیں کہ ان کے خلاف جانا لوگوں کے نزدیک گویا کہ ایک قسم کا کفر و الحاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بارے میں ذرا سی بات بھی کی جائے تو وہ بڑی شدت سے بحث پر اتر آتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب سوال یہ ہے کہ کیا میں کسی خاص فقہی مذہب کے بارے میں اپنے مطالعے کے مطابق لکھوں تاکہ لوگ اس سے استفادہ کرسکیں؟ لیکن اس طرح تو اپنے آپ کو خود ہی ایک حلقے تک محدود کرلینا ہے ،اور باقی لوگ محرومی کا شکار ہوں گے۔ یا پھر میں ان سب کے لیے سارے فقہی مذاہب کے مطابق لکھوں؟ یہ ایک طرف تو نہایت مشقت طلب کام ہوگا اور دوسری طرف قاری بھی پریشان اور مضطرب ہو جائے گا، بالخصوص عام طبقات سے تعلق رکھنے والا قاری۔ علاوہ ازیں اس میں ابحاث کی کثرت کے نتیجے میں خود کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ سے جو اسلامی قانون کے بنیادی مآخذ اور سرچشمے ہیں، ان سے قطع تعلقی بھی دکھائی دیتی ہے۔

پھر کیا میں احکام کی آیات و احادیث لکھوں حالانکہ قارئین ابھی اجتہاد کے فہم و قبول کے درجے تک نہیں پہنچ سکے ہیں؟ نہ ان کے اوقات میں اتنی گنجایش ہے کہ استنباط اور فہم کی کوشش کرسکیں۔ جب تک وہ اپنے فہم کو منظم نہ کرلیں اور اصولی ضوابط سے آشنا نہ ہو جائیں، ان کے لیے استفادہ کرنا تو دور کی بات ہے، وہ خود انتشار کا شکار ہو کر رہ جائیں گے۔ تو کیا پھر میں اپنے فہم کے مطابق ان آیات اور ان احادیث کی شرح بیان کروں؟ نہیں، اس طرح تو علیحدہ سے ایک نیا فقہی مذہب وجود میں آجائے گا۔ نئے مذہب کی تاسیس سے تو کہیں آسان یہ ہے کہ مجھے ایک پہاڑ کو زمین کے دوسرے کونے تک پہنچانے کے لیے کہا جائے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔

اسی طرح کے مختلف امور پر میں عرصہ دراز تک غور و فکر کرتا رہا ہوں۔ اور اب مجھے پورا اطمینان ہو چکا ہے کہ فقہ پر کچھ اس طرح قلم اٹھایا جائے کہ اس سے امت کی تعلیم و تربیت ہو، اور وہ اس سے حقیقی فائدہ اٹھا سکے۔ جب آپ ایک ایسے مجمعے کو فقہ کی تعلیم دیتے ہیں، کہ جس میں کم تعلیم یافتہ بھی ہیں اور پڑھے لکھے لوگ بھی، تو ایسے میں آپ کے لیے نہایت دشوار ہوتا ہے کہ کس چیز کو اختیار کریں اور کون سا راستہ منتخب کریں؟ بلاشبہہ اس حیران کن صورت حال کا عوام کو جہالت کی تاریکی میں دھکیلنے میں بڑا ہاتھ ہے، خصوصاً عبادات کے دائرے میں۔ اپنی وزارت اوقاف کو لے لیجیے۔ اُس نے اِس مشکل کو حل کرنے کا بیڑا اٹھانے کا اعلان کیا، جس کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی نے بڑی کوشش کی، لیکن بالآخر اسے بھی چاروں مکاتب فکر کے اصول پر مبنی عبادات کے احکام پر مشتمل کتاب شائع کرنا پڑی، جس کے لیے وہ بہرحال شکریہ کی مستحق قرار پاتی ہے۔ تاہم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مذکورہ کتاب میں بھی عبادات کے مسائل میں مختلف فقہی اقوال جمع کرنے سے زیادہ کچھ نہیں کیا گیا۔ پھر یہ احکام ایک ایسے انداز میں پیش کیے گئے کہ اس سے فائدہ اٹھانا صرف علما ہی کے بس میں ہے۔ یوں اس کاوش نے عوام کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا اور صرف ایک حوالے (reference) کی کتاب ہی مرتب ہو کر شائع ہو سکی ہے۔

میں نے لمبے عرصے تک اس مشکل صورت حال کے بارے میں سوچ بچار کی اور بڑی مشقت کے بعد مجھے اس مشکل سے نکلنے کا جو راستہ نظر آیا وہ میں آپ کے سامنے بیان کروں گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں کوئی فیصلہ کن بات عرض کر رہا ہوں بلکہ یہ ایک ایسی بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں ڈال دی ہے۔ میرے لیے اسے آسان بنا دیا ہے۔ مجھے اسی میں فائدہ نظر آیا ہے۔ اگر اس میں سے آپ کو بھی کوئی فائدہ پہنچے یا پھر آپ کے ذہن میں کوئی نئی بات آجائے تو اس میں مجھے بھی اپنے ساتھ شریک کرلیں، میرے ساتھ بانٹ دیں۔ اس طرح یہ ممکن ہو جائے گا کہ ہم اور آپ مل کر اس پہاڑ جیسے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں اور فقہ اسلامی کے مطالعے کے لیے ایک کشادہ اور ہموار شاہراہ تعمیر کرسکیں، کیونکہ یہ معاملہ کسی ایک شخص کے بس سے باہر ہے۔

میرے ذہن میں جو طریقہ آیا ہے وہ یہ ہے کہ اس موضوع پر لکھنے کے تین درجات ہونے چاہییں:

پہلا درجہ: اس میں ہم عوام کے لیے وہ کیفیات واحکام کو پیش کریں گے کہ جن پر ائمہ فقہ کا اتفاق ہے۔ ہم فقہی دلائل کی تفصیل میں نہیں جائیں گے۔ اس میں ہم ان امور کا انتخاب کریں گے جن کا تعلق ترغیب وترہیب، دینی اور دنیوی فوائد اور شریعت کے عمومی اسرار و رموز سے ہے۔ اس طرح ایک عام فرد بھی اپنی عبادت کے احکام معلوم کرسکتا ہے، ان میں بہتری لاسکتا ہے اور ان کو اسی طرح ادا کرسکتا ہے جس طرح کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا منشا ہے۔ نیز اس کے ساتھ وہ ان عبادات کے دینی ودنیوی فوائد کا احساس کرسکتا ہے۔

دوسرا درجہ: اس میں ہم پڑھے لکھے لوگوں کے لیے ائمہ کرامؒ کے ذخیرۂ علم کی مدد سے ہر عمل کی کیفیت اس کے احکام کے ساتھ بیان کریں گے۔ ساتھ ہی ان کے دلائل کا بھی ذکر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کریں گے۔ اس حصّے کے آغاز میں ایک مقدمہ بھی ہوگا جس میں ہم اصولی اصطلاحات اور ائمہ کے اختلاف کے اسباب بیان کریں گے۔

تیسرا درجہ: اس میں ہم اختصاص کا درجہ رکھنے والے علما کے لیے مختلف فقہی مسائل اور ان کی ترجیح کے مختلف پہلوؤں کو ائمہ کے اقوال کے ساتھ واضح کریں گے۔ اس طرح مسائل میں تحقیق و جستجو کرنے والا اس مسئلے میں سب راجح و مرجوح کو جان سکے گا اور ایک ایسی راے تک پہنچ سکے گا جو اس کے لیے اطمینان بخش ہو۔ واضح رہے کہ یہ حصّہ صرف ان علما کے لیے ہوگا جن کے قدم تحقیق و ریسرچ کے میدان میں خوب راسخ ہو چکے ہوں، یقیناً ایسے حضرات تعداد میں کم ہوں گے۔

جریدۃ الاخوان المسلمین میں ہم پہلی دو قسموں کو ترجیح دیں گے۔ رہی تیسری قسم تو ان کے لیے فقہ اور حدیث کی جامع کتابیں کافی ہیں۔

ہم ان تحریروں میں ان شاءاللہ حسب ذیل امور کی رعایت رکھیں گے:

۱- فروعی مسائل میں مفروضوں پر بات کرنے سے گریز کیا جائے گا۔

۲- جہاں تک ہو سکے مشکل اصطلاحات کو استعمال کرنے سے احتراز کریں گے۔

۳- عبارت سہل، سلیس اور سیدھی سادی ہوگی۔

۴- فقہی احکام کو ان کے قواعد، اسرار اور حکمتوں کے ساتھ کچھ اس طرح مربوط کریں گے کہ ان کا روکھا پن جاتا رہے گا۔

○ **ثالثاً، تصوف:** تصوف اگرچہ رسمی طور پر علوم اسلامیہ میں نہیں شمار ہوتا، لیکن وہ امت میں دیگر علوم سے زیادہ پھیلا ہوا ہے۔ اس کے کلیات اور احکام لوگوں کے قلوب اور نفوس میں گھر کر چکے ہیں۔ اس کی کتابیں اس کے مختلف طبقات میں متداول ہیں۔ اس لیے جو شخص بھی علوم اسلامیہ پر قلم اٹھانا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے صحیح مقام کو پہچانے۔

درحقیقت صحیح تصوف اسلام کا خلاصہ ہے اور سچے صوفیا ہی وہ لوگ تھے، جنھوں نے اس دین کو پھیلانے اور اس کو تقویت دینے کے لیے اسلامی تصوف کو اختیار کیا۔ اس میدان میں ان کے علاوہ کوئی فلسفی یا کسی قسم کا مربی اس کام کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔

میری راے میں تصوف کی دو قسمیں ہیں: ایک حقیقی اسلامی تصوف جو اپنے اصول و احکام،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اللہ سے حاصل کرتا ہے۔ دوسرا ہے فلسفیانہ تصوف، جو اپنے اصول اور مبادی مختلف فلسفوں پر مبنی نظریات سے حاصل کرتا ہے۔ افسوس کہ یہ دونوں تصوف گڈمڈ ہو گئے ہیں اور اس حد تک خلط ملط ہوگئے ہیں کہ ان میں حق اور باطل کی تمیز کرنا بے حد مشکل ہو گیا ہے، اس تصوف کا اثر یہاں تک بڑھ چکا ہے کہ کتاب اللہ کی تفسیر اور سنت رسول اللہ کی تشریح تک میں فلسفیانہ آرا کو استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اب صوفیا کی اپنی خاص زبان اور ایسی اصطلاحیں وضع ہو چکی ہیں جو ان کے لیے ہی خاص سمجھی جاتی ہیں۔

پھر حقیقی اسلامی تصوف کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک قسم تو وہ ہے جس کا مقصد تربیت نفس، اس کی تہذیب و تطہیر اور اس کو اچھے اخلاق پر ابھارنا اور فضائل میں کمال حاصل کرنا ہے۔ اس کو عام طور پر علم المعاملۃ کا نام دیا جاتا ہے۔ رہی دوسری قسم تو اس کا تعلق ریاضت و عبادت کے ان نتائج اور ثمرات سے ہے جن کا تعلق ذوق، وجد، فیض اور کشف وغیرہ سے ہے۔ یہ دونوں اقسام بھی آپس میں اس حد تک خلط ملط ہو چکی ہیں کہ ان میں تمیز کرنا مشکل ہو چکا ہے۔ اسی وجہ سے بعض مرید نتیجہ اور ثمرات سے تو چمٹنا چاہتے ہیں لیکن اسے حاصل کرنے کے لیے وہ راستہ اختیار نہیں کرتے جو اس کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو وہ اس شوق میں دین کے مطلوب راستے سے ہی غفلت برتنے لگتے ہیں اور شریعت کے احکام کو کوئی حیثیت نہیں دیتے۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ تصوف میں بھی انسانی خواہشات اور مختلف سیاسی و اجتماعی اہداف و اغراض گھس آئے ہیں۔ تفصیل کی یہاں گنجایش نہیں ہے لیکن ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ تصوف[۱] کے بارے میں لکھتے ہوئے ہم درج ذیل اصولوں کو مدنظر رکھیں گے، ان شاء اللہ

۱- علم المعاملۃ کے احکام کا ذکر اور کتاب و سنت سے ان کے دلائل پیش کرنا۔

۲- ان کے ایسے نتائج اور ثمرات کا مختصر بیان جو ذوق اور وجدان سے تعلق رکھتے ہیں اور جو راہ سلوک پر چلنے کے لیے مہمیز کا کام دیتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ یہ اہتمام کہ وہ نہ تو کتاب اللہ

۱- یہ وہی اجمال ہے جس کی طرف مولانا مودودی نے اپنی کتاب دینیات، ہدایات اور دیگر مقامات پر صرف اشارہ کیا ہے تفصیل نہیں بیان کی۔ الامام البناؒ نے اس گھنے جنگل میں سے اسلامی تصوف کی سیدھی اور واضح راہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے ان کی ایسی تحریروں کی اہمیت اور ضرورت دوچند ہے۔ (الکاف)

© rasailojaraid.com